Monthly ABSAAR Malegaon

حق و صداقت کا روشن اشاریہ

ماہنامہ ابصار مالیگاؤں

مدیر: حافظ جلال الدین قاسمی

- ☆لوگوں تک دین خالص کو پہونچانا
- ☆سماج میں پھیلے غلط رسوم کی نشاندہی اور انکے تدارک کی طرف رہنمائی
- ☆کتاب وسنت کی رہنمائی میں پیش آمدہ مسائل کا حل
- ☆اہل علم کی نادر علمی وادبی کاوشوں کو لوگوں تک پہونچانا
- ☆مختلف مسالک ومکاتب فکر کی درمیانی خلیج کو ختم کرنا
- ☆سیرت رسول کی روشنی میں انسانیت کے پیغام کو عام کرنا
- ☆اسلام سے متعلق غیر مسلموں کی غلط فہمیوں کا ازالہ
- ☆ملک میں امن وامان کی ہر کوشش کی تائید کرنا

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۚ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ○ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۰۳ (القرآن المجید)

جلد نمبر:۱ شمارہ نمبر:۴ | محرم الحرام ۱۴۳۷ھ | اکتوبر ۲۰۱۶ | صفحات:۸ قیمت:۵ روپیہ | Pages:8 Rs.5 | October 2016 | Vol No.1 Issue No.4

مکڑی (العنکبوت) اور قرآن

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (41) سورۃ العنکبوت:29

جن لوگوں نے خدا کے سوا (اوروں کو) کارساز بنار کھا ہے اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک (طرح کا) گھر بناتی ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور مکڑی کا گھر ہے کاش یہ (اس بات کو) جانتے۔

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (42) سورۃ العنکبوت:29

یہ جس چیز کو خدا کے سوا پکارتے ہیں (خواہ) وہ کچھ ہی ہو خدا اُسے جانتا ہے۔ اور وہ غالب اور حکمت والا ہے

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ (43) سورۃ العنکبوت:29

اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے بیان کرتے ہیں اور اُسے تو اہلِ دانش ہی سمجھتے ہیں.

مکڑی اللہ کی ایک حیرت انگیز مخلوق ہے۔ اس کے آٹھ پیر اور چھ آنکھیں ہوتی ہیں۔۔ اپنے حجم شکل اور طرز زیست کے اعتبار سے دنیا میں مکڑی کی تقریباً 37 ہزار قسمیں پائی جاتی ہیں۔ مونث مکڑی حجم میں مذکر مکڑی سے بڑی ہوتی ہے۔ مکڑی بالغ ہونے کے بعد ہی گھر بنا سکتی ہے۔ اسکے جسم میں ایک حیرت انگیز تکلہ (مغزل، چرخہ) ہے جس سے یہ سوت کاتتی ہے۔ یہ سوت یا دھاگے ایک لیس دار گوند جیسے مادے سے بھرے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی پتنگا محض اسکے پاس سے گزرنے سے اس سے چپک جاتا ہے۔ مکڑی کا گھر انہی باریک دھاگوں سے بنا ہوتا ہے جو ایکدوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔ یہ دھاگے اتنے حساس ہوتے ہیں کہ کسی بھی خارجی لرزش کو محسوس کر لیتے ہیں۔ یہ دھاگے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک لاصقہ (چپکنے والا) اور ایک غیر لاصقہ (نہ چپکنے والا) ہوتا ہے۔ مگر عجیب بات تو یہ ہے کہ جو دھاگے شکار کو پھانسنے کے لئے ہوتے ہیں مکڑی ان پر نہیں چلتی بلکہ وہ غیر لاصقہ دھاگوں پر چلتی ہے اسی لیے وہ پھنستی نہیں ہے۔

ذرا غور فرمایئے مکڑی کو اس طرح جال بننا کس نے سکھایا۔ کیا یہ اللہ کے وجود کی ایک شاندار دلیل نہیں ہے۔ زمین پر رہنے والے اکثر حشرات الارض اپنا گھر اسطرح بناتے ہیں جو سہ ابعادی ہوتے ہیں۔ مگر مکڑی کا گھر دوابعادی یا مسطح ہوتا ہے۔ مکڑی کا یہ گھر حرارت، رطوبت اور ہوا سے متاثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ ایک دن بعد اپنی نرمی کھو دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے مکڑی اس کو کھانے پر مجبور ہو جاتی ہے تاکہ نئے دھاگے بنا سکے۔ غور کیجیے کہ یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ مکڑی خود اپنا گھر کھا جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی مادہ مکڑی نر مکڑی کو گھونسلے ہی میں چھوڑ دیتی ہے تاکہ بچے انڈوں میں سے نکلنے کے بعد اس کو کھالیں۔ ایک حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ یہ بچوں کو غذا دیتی ہے اور جب بچوں کی بھوک سخت ہو جاتی ہے تو اپنی ماں کو مار کر کھا جاتے ہیں۔

جدید سائنس نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ مکڑی کے گھر کے دھاگے کی دبازت (thickness) 0.001 سے 0.004 ملی میٹر ہوتی ہے۔ اور یہ دھاگے فولاد سے کم از کم 5 گنا زیادہ سخت ہوتے ہیں اسکے باوجود وہ آسانی سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ یہ اس وجہ سے کہ مکڑی دبیز دھاگہ نہیں بنا سکتی وہ بہت پتلا دھاگہ بنا سکتی ہے جو آدمی کے بال سے دس گنا زیادہ پتلا ہوتا ہے۔ اگر اللہ **اوھن الخیوط** (سب سے کمزور دھاگہ) کہتا تو اس پر سائنسی اعتراض ہوتا لیکن اللہ نے **اوھن البیوت** کہا اور ظاہر ہے کہ سائنسی ناحیے سے یہ ایک دقیق تعبیر ہے۔

ایک بات یہاں اور بھی غور طلب ہے کہ اگر مائیکرواسکوپ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مکڑی کے جسم پر ایسے غدود ہوتے ہیں جو ریشم خارج کرتے ہیں اور یہ ریشم ہوا کے لمس سے سخت ہو جاتے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ مکڑی ایک ماہر انجینیئر ہے مگر افسوس کہ یہ انتہائی کمزور انجینئرنگ ہے۔

جنسی عمل کے بعد مادہ مکڑی ذرا دور مقام پر چلی جاتی ہے اور وہاں انڈے دیتی ہے۔ جبکہ نر مکڑی اسی گھر میں امان محسوس کر کے ٹھہر جاتا ہے۔ پھر مکڑی جھپٹا مار کر اسے اپنا لقمہ بنا لیتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ نر مکڑی نے جس کو امن کی جگہ سمجھا تھا وہ جھوٹ تھا حقیقت میں وہ اس کے لئے مقتل تھا۔ اب اللہ کے علاوہ مددگار بنانے والوں اور مکڑی کے گھر کے درمیان مکمل وجہ شبہ جاننا چاہیں تو اس سے زیادہ واضح نہیں پائیں گے۔ یہ تشبیہ تمثیلی بلیغ ہے۔ اس

میں اللہ نے مشرکین کے اپنے معبودوں پر بھروسے اور اس پر مغرور ہونے کو مکڑی کی حالت سے تشبیہ دی ہے جو اپنے لئے گھر بناتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ گھر اسکے دشمنوں سے اس کو محفوظ رکھے گا۔ مگر وہ معمولی ضرب کو سہار نہیں سکتا اور ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے اور ہوا کے معمولی جھونکے سے زمین پر آرہتا ہے۔

حسی اور معنوی دونوں اعتبارات سے مکڑی کا گھر سب سے کمزور گھر ہے۔ یہاں معبودانِ باطلہ کو **بیت العنکبوت** (مکڑی کا گھر) سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جو نہ نفع پہونچا سکتے ہیں اور نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں۔ آیت میں تشبیہِ تمثیلی ہے اس میں اس مشرک کی صورت کی تشبیہ ہے جو اپنے معبودوں (اصنام، اوثان و اموات) کی طرف جلب منفعت اور دفع مضرت کے لئے پناہ لیتا ہے لیکن اسے کوئی نفع حاصل ہوتا ہے نہ اس سے کوئی ضرر دفع ہوتا ہے۔ یہ صورت بعینہ مکڑی کی ہے کہ جب وہ کسی خطرے سے دوچار ہوتی ہے تو وہ اپنا گھر چھوڑ کر کسی درخت کے تنے کے سوراخ میں پناہ ڈھونڈتی ہے کیونکہ اسے علم یقینی ہے کہ یہ گھر اسکی حفاظت نہیں کر سکتا۔

آیت کریمہ کا اعجاز ملاحظہ ہو۔ یہ بتاتی ہے کہ گھر مونث مکڑی بناتی ہے۔ کیونکہ یہاں اتخذ نہیں بلکہ اتخذت کہا گیا جو کہ واحد مونث کا صیغہ ہے۔ نیز آیت کریمہ نے یہ بھی بتایا کہ مکڑی کا گھر کمزور ہوتا ہے مگر اس کا دھاگہ کمزور نہیں ہوتا۔

قرآن کا یہ علمی اعجاز ہے کہ مکڑی کے گھر اور اس کی طرز حیات کے بارے میں چودہ سو سال پہلے بتادیا جس کا انکشاف سائنس نے بہت بعد میں کیا۔ آیت کریمہ کا اختتامی جملہ **لو کانوا یعلمون** سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نزول قرآن کے وقت انسان کو اس سائنسی حقیقت کا علم نہ تھا۔

قرآنی ادبی نکتہ:

آیت کریمہ میں اتخذت بیتا کہا، بنت بیتا یا نسجت بیتا نہیں کہا۔ یہ اس وجہ سے کہ اتخذ کا استعمال محبوب اور منتخب چیز کے بارے میں کیا جاتا ہے
جیسے کوئی یہ کہے کہ اتخذت کذا اس کا معنی یہ ہوگا کہ **اصطفیته لنفسی واخترته لها**۔

دوسرا قرآنی ادبی نکتہ:

اس آیت میں **بیت العنکبوت** کہا گیا **مسکن العنکبوت** نہیں کہا گیا۔ کیونکہ مسکن اس کو کہتے ہیں جس میں صاحب مکان کو سکون حاصل ہو لیکن مکڑی کا گھر سکون کے لئے نہیں تیار کیا گیا بلکہ یہ شکار کا ایک خوفناک جال ہے۔

آیت کریمہ کی روشنی میں بعض مفسرین نے یہ کہا کہ **بیت العنکبوت** سے مراد مکڑی کا مادی جالا نہیں ہے بلکہ اس گھر کی یہ کمزوری معاشرتی اور اخلاقی ناحیے سے ہے، مادی اور میکانیکی اعتبار سے نہیں ہے۔ اس آیتِ کریمہ کے تناظر میں دیکھیں تو مغربی ممالک کے گھروں کا یہی حال نظر آئے گا۔ جہاں خاندانی روابط میں اِنتشار اور اجتماعی تعلقات میں خلوص کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ سے ہر آدمی آپکو تنہا نظر آئے گا۔ مکڑی کا یہی حال ہے کیونکہ وہ دُنیا کی واحد مخلوق ہے جو تنہا رہنا پسند کرتی ہے۔ اس گھر میں رہنے والے خاندان کے باہمی تعلقات دنیا میں سب سے زیادہ کمزور ہیں۔ کیونکہ ان میں سارے کے سارے خود غرض اور مفاد پرست ہیں۔ اور مفاد حاصل ہوتے ہی سب ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اس مخلوق میں ایک دوسرے کا تعاون اور ایک دوسرے کے لئے قربانی کا جذبہ مفقود ہوتا ہے۔ اُس گھر میں عورت کی حکمرانی ہوتی ہے۔ یہاں مرد قوام (sustainer) نہیں بلکہ عورت قوامہ ہوتی ہے۔ یہاں بیوی اپنے شوہر کو گھر سے نکال دیتی ہے۔ اکثر خود ہی اُسے قتل کر دیتی ہے۔ یہاں بیٹا ماں کو اور کبھی باپ کو قتل کر دیتا ہے۔ کبھی بیٹی گھر سے بھاگ جاتی ہے۔ اُس کے برعکس ایک مسلم کا گھر محبت اور ایثار پر قائم ہے۔ یہاں کتاب و سُنت کی حکمرانی ہوتی ہے۔ یہاں چھوٹے پر رحم اور بڑے کی توقیر کی جاتی ہے۔ یہاں ہر فرد جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ دوسروں کے لئے پسند کرتا ہے۔ اس گھر میں ماں کے قدموں کے نیچے جنت اور بہن اور بیٹی کو باعثِ دُخولِ جنت اور بیوی کو وجہِ سکون و راحت سمجھا جاتا ہے۔

اِسی طرح ایک مذہب بیزار، مُلحد، دہریے اور نام نہاد سائنسداں اور مکڑی کے درمیان وجہِ تشابہ یہ ہے کہ زمین پر 37 ہزار قسم کی مکڑیاں رہتی ہیں اور مگر بِچارے مکڑی کے دھاگے جیسا دھاگا بنانے سے قاصر ہیں۔ مکڑی کے پاس شاندار ڈیزائننگ اور تعمیر کی اِنجینیئرنگ ہے، بالکل اُسی طرح جیسے یہ بچارے صرف دُنیا پر مُتوجہ ہوگئے اور آخرت کو فراموش کر دیا تو اللہ نے اُنہیں دنیا تو دے دی مگر آخرت سے محروم کر دیا۔ اِن کے کہنے کے مطابق اگرچہ مکڑی کے تار بہت مضبوط ہیں مگر اس کا گھر بہت کمزور ہے۔ اسی طرح آپ دیکھیں گے کہ یہ بچارے اپنے اَفکار میں تناقُض (اختلاف) کا شکار ہیں۔ مثلاً کسی مُلحد سے آپ یہ پوچھیں کہ کائنات کا خالق کون ہے تو وہ یہ کہے گا کہ کائنات اتفاق (coincidence) کا نتیجہ ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ انسانی ایجادات اتفاق کے نتیجے میں وُجود پذیر نہیں ہوتیں تو مُلحد کی عقل کیسے تسلیم کرتی ہے کہ یہ کائنات اتفاق کا نتیجہ ہے؟ یہ بات بھی ثابت ہے کہ مکڑی کی نظر کمزور ہوتی ہے، وہ چند سینٹی میٹر سے زیادہ دور تک دیکھ نہیں پاتی ہے۔ اِسی طرح مُلحد بھی صرف دُنیا دیکھتا ہے اور آخرت سے غافل رہتا ہے۔ مکڑی ایک درندہ اور زہریلی مخلوق ہے جو اپنے قریب ہونے والے کو زہریلا کر دیتی ہے۔ اسی طرح مُلحد اپنے افکار سے سماج کو زہریلا بنا دیتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ دیکھ کر تعجب نہیں ہوتا کہ دنیا میں سب سے زیادہ خودکشی کی وارِدات مُلحدین میں ہوتی ہے۔

آیتِ کریمہ میں "**اولیاء**" ولی کی جمع ہے اور 'ولی' کا مطلب 'معین' (مددگار) ہوتا ہے۔ اولیاء کو نکرہ لایا گیا ہے۔ اور یہ تنکیر، تنویع کے لئے ہے۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء ایک قسم کے نہیں ہوتے بلکہ اُن کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا اولیاء سے وہ اصنام و اوثان ہی نہ مراد لئے جائیں جن کی عبادت مشرکین کرتے ہیں۔ اس آیتِ کریمہ میں یہ بھی اِشارہ ہے کہ جو لوگ دنیا کے کچھ افراد اور کچھ حکومتوں کے پاس اَمان، عزت اور حِفاظت ڈھونڈتے ہیں وہ بِچارے خود اپنے لئے یہ چیزیں فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔

آیتِ کریمہ کے آخری ٹکڑے **لو کانوا یعلمون** کا مطلب ہے کہ کاش یہ مشرکین یہ جان لیتے کہ اللہ کے علاوہ اولیاء بنانا مکڑی جیسا کمزور گھر بنانا ہے۔ اور مکڑی کا گھر اگر کچھ بھی فائدہ دیتا تو گھر کی مالکن (مکڑی) کو فائدہ دیتا جو خود مصائب و شدائد کے وقت اپنے گھر میں پناہ نہیں لیتی ہے۔ یہاں اس جملے میں ایک طرف مشرکین کے علم کی نفی کی گئی کہ اُنہیں اس کا علم نہیں ہے۔ اور یہ تمنا کی گئی کاش وہ یہ علم حاصل کرتے۔

لو کانوا یعلمون میں لفظِ 'لو' اَداتِ شرط ہے جو تمنی کے معنی کو مُتضمن ہے اور اُس کا جواب محذوف ہے۔ جملے کی تقدیر یہ ہے ' **لو کانوا یعلمون وَهَنَّهُم لما اِتخذوها اولیاء مِن دونِ الله**' کہ اگر یہ اُن کی کمزوری کو جان لیتے تو اُن کو اللہ کے علاوہ اپنا معین و مددگار نہ بناتے۔

آیت کریمہ میں نکتہ توحید :

آیت کریمہ یہ بتاتی ہے کہ قوت صرف اللہ کی قوت ہے اُس کے علاوہ سب کمزور ہیں۔ خواہ کوئی کتنا ہی سرکش اور وسائلِ سرکشی کا مالک بن جائے وہ مکڑی کی طرح ہے جس کے پاس کمزور دھاگوں کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور یہ مکڑی کی طرح خود یہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو دوسروں کی حاظت کیا کریں گے۔ اس بات کو ذہن میں رکھ کر اس کے معاً بعد والی آیت پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس قسم کی مثالوں پر جو غور کرے گا وہ اُن اَسرار پر مُطلع ہو جائے گا جو جاہل، مُتکبر اور ہٹ دھرم ملاحدہ اور مذہب بیداروں پر مخفی ہے۔۔۔

اداریہ

از: حافظ جلال الدین قاسمی

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ (65) وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ (66) سورۃ الأنعام 6:

ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیج دے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا بھڑا دے تم کو مختلف جماعتیں کر کے اور چکھادے ایک کو دوسرے کی سختی، آپ دیکھ لیجئے کہ ہم کیسے مختلف پہلوؤں سے آیات کو بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں۔ اور آپ کی قوم نے اسے جھٹلایا حالانکہ وہ حق ہے۔ آپ فرمادیجئے کہ میں تم پر داروغہ بنا کر مقرر نہیں کیا گیا۔

عذاب کا مطلب ہے 'تکلیف' یا 'مالوفات ومانوسات سے چھوٹنا' یہ عربی کے لفظ 'عَذَبَ' سے مُشتق ہے جس کے معنی 'کاٹنے' کے ہیں۔ عذاب کو عذابِ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ انسان کو امن وامان، خوشی واطمینان اور تمام راحتوں سے کاٹ کر جُدا کر دیتا ہے۔ اِسی سے لفظ 'عذب' ہے جس کا مطلب 'میٹھا پانی' ہے جو پیاس کو روک دیتا ہے۔ آج دنیا کے منظر نامے پر نظر ڈالیں تو نظر آئے گا کہ اس وقت پوری دُنیا دو عذابوں میں گھری ہوئی ہے (i) عداوتِ باہمی (آپسی دُشمنی) (ii) اضطراب (پریشانی وبے اطمینانی)۔ مگر مسلمان چار عذابوں میں گرفتار ہیں۔ (i) ذلت (ii) افلاس (iii) عداوتِ باہمی (iv) اضطراب وپریشانی۔

مرض موجود ہے، علاج بھی موجود ہے۔ اب علاج ڈھونڈنا آدمی کے ذمہ ہے۔

قُرآنی نِکات

از: حافظ جلال الدین قاسمی

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَى (51) سورۃ طٰہ 20:

ترجمہ: فرعون نے کہا تو پرانی جماعتوں کا کیا حال ہے؟

لوگوں کو اپنے پیشرو بزرگوں سے بڑی عقیدت ہوتی ہے وہ اُنکے خلاف معمولی تنقید بھی گوارا نہیں کرتے۔ دعوتی زندگی میں یہ مقام بڑا نازک ہے، یہاں ادنیٰ لغزش بہت بڑے فساد کا سبب بن سکتی ہے۔ لہٰذا موسیٰ نے فرعون کے اس سوال کے جواب میں کہا قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنْسَى (52) سورۃ طٰہ 20:

ترجمہ: اس کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ آج اس پر اگر عمل کر لیا جائے تو مسلمانوں کے کتنے ہی مسلکی جھگڑے ختم ہو جائیں۔

دوسرا نکتہ:

حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ (99) سورۃ المؤمنون 23:

ترجمہ: یہاں تک کہ جب اس کے پاس موت آپہنچے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے واپس کیجئے تاکہ میں جس کو چھوڑ کر آیا ہوں اس میں نیک عمل کروں۔

روحیں دنیا میں واپس نہیں آتیں۔ ان کی درخواست کے باوجود روحوں کو دنیا میں اس لئے نہیں بھیجا جاتا، کیونکہ وہ موت کو دیکھ کر ایمان لا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایمان بالشہادہ ہے جو معتبر نہیں بلکہ ایمان بالغیب معتبر ہے۔

تیسرا نکتہ:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (108) سورۃ الأنعام 108:

ترجمہ: اور ان کو برا مت کہو جنھیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں سو وہ اللہ کو برا کہیں گے براہ جہالت حد سے گزر کر، ہم نے ایسے ہی مزین کر دیا ہر امت کے لئے ان کے عمل کو، پھر اپنے رب کی طرف ان کو لوٹنا ہے۔ سو وہ انہیں ان کاموں کو جتلا دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

اس آیتِ کریمہ میں دوسروں کے معبودانِ باطلہ کو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ یہاں مصلحت کے مقابلے میں فساد غالب۔ علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے "وهذا كالتنبيه بل كالتصريح على المنع من الجائز لئلا يكونَ سبباً في فعلِ مالا يجوز" یعنی جو جائز باتیں ناجائز باتوں کا سبب بنیں ان باتوں سے روک دینا چاہیےُ۔

تعقید

گوشۂ ادب

از: حافظ جلال الدین قاسمی

اشعار میں تعقید کو مُخِلِ فصاحت (فصاحت میں خلل ڈالنے والا) مانا جاتا ہے۔ تعقید کی دو قسمیں ہیں (i) تعقیدِ لفظی (ii) تعقیدِ معنوی

تعقیدِ لفظی کی مثال۔۔۔

بہت مدت ہوئی یہ آرزو کرتے ہوئے ہم کو
کبھی منظر کہیں ہم کوئی ان دیکھا ہوا دیکھیں

اس شعر میں 'منظر' اور 'دیکھیں' کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔ 'منظر دیکھیں' ہونا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ اس شعر کے مصرعہ ثانی میں 'ہُوا' حشو یعنی بھرتی کا ہے۔

تعقیدِ معنوی کی مثال۔۔۔

میری لیلیٰ کو کر دیا مجنوں
اے سکندر میں تجھ کو کیا کوسوں

اس شعر میں بھی تعقیدِ معنوی پائی جاتی ہے بہت سارے واسطوں سے مقصود تک رسائی ہوتی ہے، شعر کی مراد یہ ہے کہ شاعر کا محبوب آئینے میں اپنی تصویر دیکھ کر خود پر عاشق ہو گیا اور یہ بات مشہور ہے کہ آئینہ کا موجد سکندر ہے، لہٰذا شاعر سکندر سے شکوہ کرتا ہے کہ اے سکندر تو نے ایسی چیز کیوں ایجاد کی جس سے یہ مصیبت آئی کہ معشوق خود اپنے اوپر عاشق ہو گیا۔ سکندر کا آئینہ ایجاد کرنا، معشوق کا آئینہ دیکھنا اور اپنا عاشق ہو جانا یہ چیزیں شعر میں موجود نہیں ہیں۔ اس کی وجہ سے تعقید پائی گئی۔

منتخب اشعار

ٹھنی ہے گفتگو کی اور خاموشی کی آپس میں
پِسا جاتا ہے بے چارا تبسم درمیاں ہو کر

محبتوں میں قرینہ تو لوگ رکھتے ہیں
میں نفرتوں میں بھی قائل ہوں رکھ رکھاؤ کا

پہنچی ہے جو ترتیبِ ادا تک تیری تصویر
پِندارِ مُصوِر نے قلم توڑ دیا ہے

حق کو ناحق کر دیا جب آئے سو پچاس
دل میں اُنکے خوفِ محشر کا پتہ لگتا نہیں

ملے تو مل لئے بچھڑے تو یاد بھی نہ رہے
تعلقات میں ایسی رواروی بھی نہ ہو

یعنی تم وہ ہو، واقعی؟ حد ہے
میں تو سچ مچ سبھی کو بھول گیا

دستار کی ہر تار کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

ابھی تو چند لفظوں میں تجھے میں نے سمیٹا ہے
ابھی میری کتابوں میں تری تفسیر باقی ہے

رمز

اردو لغت میں رمز کے معنی 'آنکھوں' بھنوؤں وغیرہ کا اشارہ، ذو معنی بات، پہلو دار بات، مخفی بات، طعنہ دینا، اشارہ آنکھ منہ ابرو وغیرہ سے نوک جھونک، مخفی یا پوشیدہ بات' وغیرہ ہیں۔ ادبی اصطلاح میں رمز کنائے کی وہ قسم ہے جس میں زیادہ واسطے نہ ہوں، لیکن تھوڑی بہت پوشیدگی موجود ہو۔ مثلاً یہ شعر رمز کی ایک عمدہ مثال ہے:

سیاہی منہ کی گئی، دل کی آرزو نہ گئی
ہمارے جامہ کہنہ سے مئے کی بو نہ گئی

اس میں جامہ کہنہ سے شراب کی بو کا نہ جانا کنایہ ہے کہ بڑھاپے تک میخواری کرتے رہے۔

چاپلوسی: ایک سماجی ناسور

تحریر: مقبول احمد سلفی
داعی / دفتر تعاونی برائے دعوت
وارشاد، طائف، سعودی عرب

تملق وچاپلوسی صالح معاشرہ کے لئے کینسر ہے۔ چاپلوسی میں ایک چاپلوس کی انفرادی منفعت ہوتی ہے جبکہ پورے سماج کے لئے نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔ یہ اتنی مذموم حرکت ہے کہ اسے سماج میں گندے اور گھناؤنے القاب سے جانا جاتا ہے مثلا تلوے چاٹنا، خصیہ برداری کرنا اور چمچہ گری کرنا وغیرہ

چاپلوسی کے اسباب ومقاصد سے اس کا منفی پہلو واضح ہونے کے ساتھ اس کا علاج بھی مل جاتا ہے۔

پہلا: آرام پسندی :-

کبھی کبھار آرام پسندی آدمی کو چاپلوس بنادیتی ہے وہ بغیر محنت کے چاپلوسی کی کمائی کھانا چاہتا ہے جبکہ ہمیں اسلام نے کسب معاش کے لئے جدوجہد پہ ابھارا ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے:

ما أَكَلَ أَحَدٌ طعامًا قطُّ، خيرًا من أن يأكلَ من عملِ يدِه، وإنَّ نبيَّ اللهِ داودَ عليهِ السلامُ كان يأكُلُ من عملِ يدِه(صحيح البخاري:2072)

ترجمہ: کسی آدمی کے لیے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے کہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے کھائے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔

یہ حدیث ہمیں معاش کے لئے محنت کرنے پہ ابھارتی ہے جو بغیر محنت کے چاپلوسی کی کمائی کھانا پسند کرتے ہیں وہ حرام کاری میں مبتلا ہیں اسے توبہ کے ساتھ ساتھ رزق حلال کمانے کی ضرورت ہے۔

دوسرا: شہرت طلبی :-

چاپلوسی کی ایک دوسری وجہ جھوٹی شہرت حاصل کرنا تاکہ لوگوں میں اس کی قدرومنزلت بڑھے اور جس کی چاپلوسی کرتا ہے اس کی نظر میں معتبر گردانا جائے۔ واضح رہے اس کے بڑے خطرات ہیں ان میں جھوٹی تعریف یا کسی کے سامنے تعریف کرنا بھی ہے جو اسلام کی نظر میں معیوب ہی نہیں شدید قسم کا منکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

إذا رأيتُم المدَّاحينَ، فاحثُوا في وجوهِهم التُّرابَ.(صحيح مسلم:3002)

ترجمہ: جب تم تعریف کرنے والوں سے ملو توان کے چہروں پر مٹی ڈال دو۔

یہ حال ان لوگوں کا ہے جو سامنے صحیح تعریف کرتے ہیں تو جو جھوٹی تعریف کرے ان کا کیا حال ہوگا؟

ایک بار نبی ﷺ نے بنی عامر کے وفد کو اپنے لئے سید استعمال کرنے پہ ٹوک دیا اور فرمایا: **ولا يَسْتَجْرِيَنَّكم الشيطانُ** (صحيح أبي داود: 4806) یعنی شیطان تمہیں میرے سلسلے میں جری نہ کردے کہ تم ایسے کلمات کہہ بیٹھو جو میرے لئے زیبا نہ ہو۔

اس کے علاوہ اس میں منافقت اور دنیا طلبی بھی ہے جو ایمان کے لئے بہت خطرناک ہے۔

تیسرا: ماحول کا اثر:-

کچھ لوگ ماحول سے ماثر ہوکر اس بیماری میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اچھے ماحول میں رہنا، اچھا ساتھی بنانا اور ہمیشہ اللہ کی بندگی کرتے رہنا انسان کو ہمیشہ ذلت ورسوائی سے بچائے گا۔

چوتھا: دوسروں کی ایذار رسانی :-

بسااوقات دوسروں سے بدلہ لینے یا نقصان پہنچانے یا دوسروں کی چغلخوری انسان کو چاپلوسی کے راستے پہ لگادیتی ہے۔ مومن بندہ کبھی بھی کسی مومن کو تکلیف نہیں دیتا۔ اور وہ مسلمان ہی نہیں جو دوسرے بھائی کو تکلیف دیتا ہے یا نقصان پہنچاتا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

المسلمُ من سلِمَ المسلمون من لسانِه ويدِه(صحيح البخاري: 6484)

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے یعنی جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ نہ رہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔

جو غیبت وچغلی کرتا ہے وہ بھی دوسرے بھائی کو تکلیف دیتا ہے اس کا بھی اسلام سے رشتہ ٹوٹ جاتا ہے لہذا مسلمان کو اپنی زبان اور ہاتھ کو غلط استعمال سے بچائے۔ اس غلط استعمال سے دنیا اور آخرت دونوں برباد ہوسکتی ہے۔

پانچواں : عیب پوشی :-

اپنی عیب پوشی کی خاطر بھی چاپلوسی کی جاتی ہے۔ اس قسم کا علاج یہ ہے کہ اگر رب کا گنہگار ہے تو رب سے معافی مانگ لے اور سچی توبہ کرلے۔ اور انسان اگر انسان کا گنہگار ہے تو پھر اس سے معافی طلب کرلے۔ یہ بڑا سخت مرحلہ ہوتا ہے۔ رب سے معافی مانگی آسان ہے مگر بندوں سے معافی ذلت تصور کیا جاتا ہے۔ بندہ یہ بھول جاتا ہے کہ کل قیامت میں آج سے کہیں زیادہ ذلیل ورسوا ہونا پڑے گا جہاں رشتے ناطے اور دوست واحباب سے لیکر پوری دنیا والے ہوں گے۔ دانا وبینا وہی ہے جو بڑی ذلت سے بچنے کے لئے چھوٹی ذلت برداشت کرلے۔ حقیقت میں اپنی غلطی کی معافی مانگنا ذلت نہیں بڑکپن ہے، اس بڑکپن سے اللہ تعالی بھی خوش ہوجاتا ہے۔

چھٹا: عہدہ ومنصب کی حرص:-

منصب بھی کیا چیز ہے جس کے دل میں اس کی حرص پیدا ہوجائے وہ اس کے حصول کے لئے چاپلوسی تو کیا قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ زمانہ قدیم سے زمانہ حال تک اس کے بے شمار واقعات تاریخ میں مرقوم ہیں، ہم اس کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں۔ چاپلوسی انسان کو سکون نہیں دیتی۔ اس کے ذریعہ عہد ومنصب پاتو سکتا ہے مگر سکون نہیں پاسکتا کیونکہ اس کا منصب معیاری بنیاد پہ نہیں چاپلوسی پہ قائم ہے۔ ہمیں اگر سکون سے زندگی گذارنا ہے تو اولا: منصب کی چاہت اپنے دل سے نکالنی ہوگی۔ گر خود سے مل جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ ثانیا: منافقت کی تنگ وتاریک راہوں سے نکلنا پڑے گا۔ چاپلوسی ایسی وبا ہے جو منافقت کی ساری قسمیں اپنے اندر سمولیتی ہے یعنی ایک بیماری سے ہزار بیماریاں جنم لے لیتی ہیں اس لئے ہمیں کسی بھی مفاد کی خاطر کسی قسم کی چاپلوسی نہیں کرنی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ :

بعض لوگ چاپلوسی کو وقت کی نزاکت اور مجبوری کا نام دیتے ہیں، یہ کہتے ہوئے کہ نوکری / عہدہ بچانے کے لئے کبھی ایسا کرنا مجبوری بن جاتی ہے اس لئے ایسے حالات میں چاپلوسی کرنا کوئی حرج کی بات نہیں۔ دلیل میں مضطر کے لئے خنزیر کی حلت پیش کرتے ہیں۔

اگر چاپلوسی کو مجبوری کا نام دے کر جائز ٹھہرالیا جائے تو پھر بغیر حلت وحرمت کے کسب معاش کے لئے کوئی بھی پیشہ اختیار کیا جاسکتا ہے جبکہ اسلام میں ایسی کوئی دلیل نہیں۔ جہاں تک مضطر کے لئے خنزیر کی حلت کا مسئلہ ہے تو یہ صرف جان بچانے کے لئے اور چاپلوس کو جان کی کوئی پرواہ نہیں کرسی ومعاش بچانے کی فکر ہے اور کرسی وعہدہ بچانے والا مضطر نہیں ہے۔ ہزاروں ذرائع ہیں کسی بھی جائز ذریعہ سے معیشت حاصل کی جاسکتی ہے۔

اساتذہ کا مقام اور ٹیچرز ڈے

از: ابوعبیدہ جلال الدین القاسمی

بھارت کے سابق صدرِ جمہوریہ، سروپلی ڈاکٹر ردھا کشنن کا جنم دن پانچ ستمبر، ملک بھر میں یومِ اساتذہ کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سروپلی رادھاکرشنن نہ صرف ماہر تعلیم تھے، بلکہ وہ عظیم سیاسی لیڈر بھی تھے۔ وہ آزاد ہندوستان کے پہلے نائب صدر بنائے گئے۔ ڈاکٹر راجندر پرساد کے بعد 1962 میں انہیں ملک کا دوئم صدر ہونے کا اعزاز ملا۔ 5 ستمبر، 1888 کو چنئی سے تقریبا 200 کلو میٹر جنوب۔ مغرب میں واقع ایک چھوٹے سے قصبے تروتانی میں ڈاکٹر رادھاکرشنن کی پیدائش ہوئی تھی۔ ان کے والد کا نام سروپلی وی راماسوامی اور ماں کا نام محترمہ سیتا جھا تھا۔ راماسوامی ایک غریب برہمن تھے اور تروتانی قصبے کے زمیندار کے یہاں ایک عام ملازم کی طرح کام کرتے تھے۔ ڈاکٹر رادھاکرشنن اپنے والد کی دوسری اولاد تھے۔ ان کے چار بھائی اور ایک چھوٹی بہن تھی۔ چھ بہن۔ بھائیوں اور ماں۔ باپ کو ملا کر آٹھ ارکان کے اس خاندان کی آمدنی انتہائی محدود تھی۔ اس محدود آمدنی میں بھی کسی طرح تعلیم حاصل کرکے اور خود کو اس مقام پر لاکر ڈاکٹر رادھاکرشنن نے ثابت کردیا کہ صلاحیت کسی کی مرہون منت نہیں ہوا کرتی ہیں۔ انہوں نے نہ صرف ماہر تعلیم کے طور پر شہرت حاصل کی، بلکہ ملک کے سپریم عہدے 'صدارت' کے عہدے پر فائز بھی ہوئے۔ علم اور تعلیم کے تئیں ڈاکٹر رادھاکرشنن کے دل میں کافی جگہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اے سے لے کر آخری کلاس تک انہوں نے فرسٹ کلاس ہی حاصل کیا۔ ڈاکٹر رادھاکشنن نے اپنا کریئر ایک استاد کی حیثیت سے شروع کیا تھا اور ملک کے سب سے بلند مقام تک پہنچ گئے لیکن (صفحہ 8 پر جاری)

HEERA GOLD, A WINDFALL FOR THE MUSLIMS

ہیرا گولڈ مسلم قوم کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ

از: انصاری ابوذر محمد یوسف

ہیرا اسلامک بزنس گروپ کا اصل مقصد مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو سودی کاروبار سے محفوظ رکھنا اور حلال تجارت کو فروغ دینا ہے۔ اس کمپنی کا وُجود جب سے ہوا ہے تب ہی سے بعض لوگ غیر متعلق سوالات پیدا کر کے مسلم عوام کے ذہنوں میں اُلجھنیں پیدا کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ اُس فرمانِ الٰہی کو ذہن نشین کر لیں کہ اللہ فرماتا ہے۔۔۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (6) سورۃ الحجرات:49

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ تم نادانی کی وجہ سے کسی قوم کو ضرر پہنچا دو پھر اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے
ہیرا گروپ تقریباً 15 سالوں سے عوام کے درمیان مضاربت (profit sharing) کا کاروبار کر رہی ہے۔ میرے علم میں ایسی اسلامی مضاربت کے اُصولوں پر کام کرنے والی اِتنی بڑی کمپنی کا وُجود نہ تو ماضی کی تاریخ میں ملتا ہے اور نہ ہی حال میں۔ اس کمپنی کے ساتھ ہزاروں ربُ المال (investors) موجود ہیں اور مضارِب کی حیثیت سے ہیرا بزنس گروپ کام کر رہی ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہیرا گروپ بزنس کے بارے میں کچھ لکھوں، میں موجودہ اِسٹاک ایکسچینج کے بارے میں بتائوں کہ یہاں بھی عوامی سرمایہ سے مُختلف کاروبار ہوتا ہے مگر اسٹاک ایکسچینج مرتب کردہ دُنیاوی اُصولوں پر مبنی ہے اور اسلامی مضاربت اُن اُصولوں سے مبرا ہے کہ ہیرا بزنس گروپ حکومتی سطح پر بُنیادی رجسٹریشن اور لازمی اِجازت نامہ حاصل کر کے کام کرتی ہے جسکا کوئی لین دین اسٹاک ایکسچینج سے نہیں ہے۔ چند غیر مُتعلق سوالات کا تذکرہ کیا جائے تو اکثر لوگ کمپنی کا بیلینس شیٹ مانگتے ہیں، جیسا اسٹاک ایکسچینج کی کمپنیاں مہیا کرتی ہیں۔ مضاربت میں ایک شخص کا مال ہوتا ہے اور دوسرے کی کاروباری محنت، گویا دونوں اَشخاص کا الگ الگ بیلینس شیٹ ہوتا ہے۔ ایک اپنا مال اور اپنا حاصل کیا ہوا مُنافع درج کرتا ہے، دوسرا صرف اپنی محنت پر کئے گئے اَخراجات اور مُنافع لکھتا ہے۔ گویا مضاربت کی بیلنس شیٹ سے عوام کا کوئی تعلق نہیں۔
یہ مضارِب (profit sharer) کمپنی ہندوستان کے آئین کے مطابق مسلم پرسنل لا کے حوالے سے سودی کاروبار سے مبرا غیر سودی کاروبار کرتی ہے، وہ بھی صرف مسلم لوگوں کے درمیان، لہٰذا حکومتی سطح پر جو رعایت سیکیولر اداروں کو ملتی ہے وہ غیر سیکیولر کو نہیں ملتی، گویا انکم ٹیکس ایکٹ دفع 80 کے تحت جو رعایت سیکیولر اداروں کو دی جاتی ہے وہ غیر سیکیولر کو نہیں دی جاتی ہے۔ سونے کے کاروبار میں اکثر یکساں مُنافع ملتا ہے۔ وہ صرف اِسلئے کہ کمپنی، گورنمنٹ کے طئے شُدہ ڈسکائونٹ پر اپنا کچا مال فروخت کرتی ہ، جسمیں بہت اُتار چڑھائو نہیں ہوتا۔ اس طریقہ کار میں عوامی سرمایہ زیادہ محفوظ نظر آتا ہے۔ قارئینِ کِرام یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیں کہ جو کوئی بھی ہیرا بزنس گروپ کے خلاف کوئی پروپگینڈہ کرے گا وہ پروپگینڈہ بے سود ہو گا۔

میں اپنے ہونے کا احساس کیا دِلائوں کہ میں
کھُلی کتاب ہوں پڑھنے کا سلسلہ رکھنا

ایک دلدوز اور دلسوز خبر

حیدر آباد کی جین خاندان کی ایک تیرہ سالہ بچی ارادھنا نے 68 دن کا اُپواس (fast) کیا۔ چترُ ماس کے نام پر 26 جولائی 2016 کو یہ اُپواس شروع ہوا۔ 68 دن کے بعد اُپواس کھولنے کا اعلان کیا گیا۔ لڑکی بے ہوش ہو کر کومہ میں چلی گئی۔ گھر والے پاس کے ہاسپٹل میں لے گئے جہاں ڈاکٹروں نے اُسے مردہ قرار دیا۔ اس اپواس کے پیچھے جو مقصد بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک سنت نے لڑکی کے گھر والوں سے کہا کہ اگر یہ اپواس کیا جائے تو بزنس میں ترقی ہو گی۔ لڑکی کے گھر والوں کا جویلری کا بزنس ہے۔ لڑکی کے گھر والوں کو اُس کی موت پر کوئی افسوس نہیں ہے۔ بلکہ پورے بھکتی بھائو کے ساتھ اس کی تدفین بھی عمل میں لائی گئی۔ ایک شخص نے ان کے خلاف کیس درج کر دیا ہے۔

عظیم الشان مورچہ: ایک ہی مشن۔ مسلم ریزرویشن

7، اکتوبر 2016 بروز جمعہ دوپہر 3 بجے مالیگائوں، مہاراشٹر مسلم ریزرویشن فیڈریشن کی جانب سے مدرسہ جامعۃ الصالحات سے لے کر شہیدوں کی یادگار تک ایک عظیم الشان پُر اَمن مورچہ نکالا گیا۔ فیڈریشن کے روحِ رَواں شیخ آصف شیخ رشید نے فیڈریشن کے قیام سے لے کر آج تک کی تحریک کا احاطہ کیا۔ اور کہا کہ مرکزی حکومت مسلمانوں کو ریزرویشن دینے میں ٹال مٹول کر رہی ہے۔ اُنھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مسلمانوں کو ان کی پسماندگی کے حساب سے ریزرویشن دیا جائے۔ نیز مسلمان طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے اسکالرشپ فراہم کی جائے اور وقف بورڈ کی اَملاک کا تحفُظ کیا جائے۔

ایم ایل اے موصوف نے حکومت سے ایک اہم مطالبہ اور بھی کیا کہ حکومت شریعت میں مُداخلت نہ کرے۔ یکساں سِوِل کوڈ لانے کی جو بات اُٹھائی جا رہی ہے، حکومت اُس پر توجہ دے۔ کیونکہ شریعت میں مُداخلت برداشت نہیں کی جائے گی۔ موصوف نے یہ بھی کہا کہ 18 نومبر تک اگر ہمارا مطالبہ پورا نہ کیا گیا تو ناسک پیدل مارچ، ضلع کلکٹر آفس تک کیا جائے گا۔ اور وہاں دھرنا آندولن کیا جائے گا۔ اس پُر ہجوم مورچے میں تمام مسالک کے ملی، سیاسی اور سماجی افراد موجود تھے۔

فضیلۃ الشیخ جلال الدین قاسمی کا مختصر تعارف اور اُن کے تبلیغی دورے

فضیلۃ الشیخ جلال الدین قاسمی، ضلع بستی، یوپی میں 1964 میں پیدا ہوئے۔ تقریباً 22 سال سے وہ مالیگائوں، مہاراشٹر میں مُقیم ہیں۔ وہ دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں اور میسور یونیورسٹی سے ایم اے ہیں۔ انہوں نے مدرسہ ناصر العلوم، گونڈہ سے حفظِ قرآن کیا ہے۔ فضیلۃ الشیخ جلال الدین قاسمی الحمد للہ سات زبانوں سے واقف ہیں؛ عربی، فارسی (جسکے شاعر بھی ہیں)، اُردو (جس کے آپ شاعر و ادیب ہیں)، ہندی، انگریزی، بھوجپوری (جو اُن کی مادری زبان ہے)، سنسکرت (دُنیا کی اس مشکل ترین زبان کے گرامر اور ادب پر اچھی نظر رکھتے ہیں)۔ فن خطابت کے بے نظیر شہ سوار ہیں۔ خطاب کے دوران بطورِ دلیل قرآن حکیم کی آیات کے ساتھ احادیثِ نبویہ ﷺ کو مکمل متن کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور اُن کی روشنی میں گہرے اور دقیق استنباط کرتے ہیں جو دُنیا میں اُن کی ایک مُنفرِد شناخت ہے۔ آپ 20 کتابوں کے مصنف ہیں۔ اُن کی ایک کتاب کا ترجمہ بنگلہ دیش میں بنگلہ زبان میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ 15، اکتوبر کو الہ آباد (یوپی)، 16، اکتوبر کو پریوا نارائن پور (یوپی)، 17، اکتوبر کو مرزا پور (یوپی)، 18، اکتوبر کو بنارس (یوپی) اور 5، نومبر کو پونہ (مہاراشٹر) میں مختلف موضوعات پر اُن کے خطابات ہو گے۔

یہ فطرت کے خلاف ہے صاحب!

تحریر: فضل الرحمٰن سراجی
(اٹاوہ، یوپی)

انکار حدیث کا فتنہ آج کا نہیں ہے خوارج اور معتزلہ نے اسکی شروعات کی اور وہ ہمیشہ حدیث کو مشکوک بنانے میں لگے رہے اور آج بھی ایک گروہ جو اپنے آپ کو اہل قرآن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ وہ منکرین حدیث کا گروہ ہے کیونکہ قرآن میں اطیعو اللہ اور اطیعو الرسول دونوں کا حکم موجود ہے لیکن یہ لوگ صرف اطیعو اللہ ہی پر اڑے ہوئے ہیں اور اطیعو الرسول کے قریب بھی نہیں آنا چاہتے ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو اپنی محدود عقل کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھنے کی کوشس کی اور جو حدیثیں انکی سمجھ میں نہیں آئیں انکا انکار کر دیا اور کہا کہ یہ نیچر اور فطرت کے خلاف ہے

اسی طرح کی ایک حدیث کا یہاں تذکرہ کرتے ہیں جو صحیح بخاری میں حدیث لطمہ کے نام سے مشہور ہے جسکے بارے میں اس گروہ کا کہنا ہے کہ یہ حدیث نہیں بلکہ ایک من گھڑنت قصہ ہے جبکہ من جملہ یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے جسکے معنیٰ کو ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو معرفت حق کی توفیق سے محروم نہ ہوا ہو۔

امام ابن حبان رحمتہ اللہ علیہ اس کے تعلق سے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس بطور آزمائش ملک الموت کو یہ کہہ کر بھیجا کہ موسیٰ سے کہو کہ موت کے لئے تیار ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو انبیاء کے پاس پاس کبھی کبھی ایسی شکل میں بھی بھیجتا تھا جسے وہ پہچانتے نہ ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے مہمان بن کر انسانوں کی شکل میں آئے

اسی طرح حضرت موسیٰ کے پاس بھی ملک الموت غیر معروف شکل میں پہونچے موسیٰ علیہ السلام نے ایک اجنبی آدمی کو یوں بلا اجازت اندر آتے دیکھا تو برداشت نہ کر سکے اور غیرت طبعی سے متائثر ہو کر اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا جس سے اسکی ایک آنکھ پھوٹ گئی جو اسکی حقیقی آنکھ نہ تھی بلکہ ظاہری صورت کی عارضی آنکھ تھی۔

ہماری شریعت میں بھی بلا اذن مکان میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں بہت ممکن ہیکہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی بلا اجازت گھر میں داخل ہونے والے کے ساتھ اس طریقہ کے معاملہ کی اجازت ہو اور اس شرعی حکم کی تعمیل میں یہ فعل کیا ہو۔ پھر جب فرشتہ نے اس سلوک کی اللہ تعالیٰ کے پاس جاکر شکایت کی تو دربار الٰہی سے حکم ہوا کہ موسیٰ کے پاس جاکر کہو اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھو جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے عوض آپ کی عمر ایک سال بڑھا دی جائیگی جب موسیٰ علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ ملک الموت ہے اور اللہ کی طرف سے موت کا پیغام لیکر آیا ہے تو آپ برضا و رغبت موت کے لئے تیار ہو گئے۔

یہ ہے اس حدیث کا مطلب جسے لوگوں نے اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھا اور یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ایسا نہیں ہوتا یہ فطرت کے خلاف ہے بلکہ محدثین کے رطب و یابس جمع کرنے کا نتیجہ ہے رہا سوال یہ کہ کیا کسی کی موت کا وقت ٹل سکتا ہے جیسا کہ منکرین حدیث اس روایت پر دوسرا شبہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جتنی دیر تک فرشتہ اللہ کے پاس گیا پھر دوبارہ آیا تو اتنی دیر تک موسیٰ علیہ السلام کی موت مؤخر ہو گئی جبکہ قرآن میں ہے۔

اذا جاء اجلهم فلا يستا خرون عنه ساعته ولا يستقدمون

جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے ایک ساعت کی بھی مہلت نہیں ملتی تو اسکا جواب یہ ہیکہ پہلی مرتبہ ملک الموت روح نکالنے کے لئے نہیں بلکہ بطور آزمائش بھیجے گئے تھے

صحیح بخاری کی ایک اور روایت جسکو بڑا موضوع بحث بنایا جاتا رہا ہے ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ کے تعلق سے ہے جس کو کسی نے کہا کہ یہ قرآن کے خلاف ہے کسی نے کہا یہ حدیث ہی نہیں ہے کسی نے کہا ابراہیم علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے بہتر اسکے بیان کرنے والے راویوں کو جھوٹا قرار دے دیا جائے الغرض سب نے اپنی اپنی حسرتوں کا جنازہ نکالا اور اپنے علم کا بھانڈا چوراہے پر پھوڑا۔

جبکہ حقیقت یہ ہیکہ تھوڑا بھی غور و فکر سے کام لیا گیا ہوتا تو یہ سب کہنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی

غور سے پڑھیئے علامہ ابن قیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلام کرنے کے تین طریقے ہوتے ہیں

پہلا... سامع کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دیا جائے

دوسرا... سامع کو خلاف واقعہ خبر دی جائے

تیسرا... صحیح صورت حال سے آگاہ کیا جائے لیکن ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں کہ سننے والا دوسرا مطلب سمجھ بیٹھے جبکہ بتانے والا سچ بول رہا ہے

اور اسی قسم کو توریہ اور تعریض کہتے ہیں اور اسکی بہت سی مثالیں ہمیں ملتی ہیں مثلاً ایک بوڑھی عورت کے سوال پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائیگی یہ سن کر وہ رونے لگی تو آپ نے فرمایا اماں جنت میں سب جوان ہو کر داخل ہونگے اس لئے کوئی بوڑھا یا بڑھیا ہو کر جنت میں نہیں جائیگا. دیکھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح خبر دی لیکن وہ اس کو نہ سمجھ سکی اور رونے لگی. اسی طرح ہجرت کے موقع جب کوئی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پوچھتا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں تو وہ جواب دیتے هذا الرجل يهديني السبيل یہ مجھے راستہ بتاتے ہیں سننے والا سمجھتا یہ راستہ جس پر جا رہے ہیں لیکن ابو بکر مراد لیتے ہدایت اور جنت کا راستہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی توریہ اور تعریض کا راستہ اپنایا۔

دیکھئے اس حدیث میں جب قوم کے لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ نہیں چلیں گے تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا - انی سقیم میں بیمار ہوں. ہو سکتا ہے ابراہیم علیہ السلام واقعی بیمار ہوں یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روحانی طور پر بیمار ہوں اور یہ ہو سکتا ہے کہ قوم کو شرک و بدعت میں ڈوبا ہوا دیکھ کر ایک نبی کو جو کڑھن ہوتی ہے اس کو انہوں نے بیماری سے تعبیر کیا ہو اور رہا مسئلہ سارہ علیہا السلام کو اپنی بہن بتانے کا تو ہر مومن اور مومنہ اسلامی رشتہ کے اعتبار سے بھائی بہن ہیں اور تیسری بات کا جو تعلق ہے وہ یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے پوچھنے پر کہا اس بڑے بت سے پوچھو تو یہ قوم کو عار دلانے کیلئے تھا جبکہ قوم جانتی تھی کہ یہ بت کسی طرح کی کوئی طاقت نہیں رکھتے اور بات چیت کی اس قسم کو مشاکلہ کہا جاتا ہے یعنی سامنے والے کی جیسی بات ہو اس کو ویسا ہی جواب دینا اور اس کی مثال قرآن میں بھی ہے اللہ فرماتا ہے **ویمکرون ویمکر اللہ** اور وہ لوگ مکر کر رہے تھے اللہ اپنی تدبیریں کر رہا تھا یہاں مکر کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے جبکہ اللہ کی ذات مکر سے پاک ہے ہاں اللہ تدبیر کرتا ہے

قارئین کرام.. صرف یہ دو حدیثیں ہی نہیں بلکہ بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جو اس گروہ کے حلق سے نیچے نہیں اترتیں کیونکہ یہ انکو عقلی اعتبار سے جانچتے اور پرکھتے ہیں مسئلے حل ہو سکتے ہیں راستے نکل سکتے ہیں اور حدیثیں سمجھ میں آسکتی ہیں بس ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے عقل و قیاس کے گھوڑے نہ ڈوڑائے جائیں بلکہ نیک نیت اور سچے دل سے قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا جائے...

خوشخبری

ابو عبیدہ جلال الدین قاسمی (لیکچرر آر ایم پٹیل کالج، دھولیہ) کے ذریعے مہاراشٹر نصاب کی گیارھویں جماعت کی انگریزی کی کتاب ''یووک بھارتی'' کا بہترین اردو ترجمہ چھَپ کر اساتذہ اور طلبہ کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے الحمد للہ۔ اب انگریزی گرامر کو معاونِ حافظہ اور اشعار کی شکل میں یاد رکھنے کی نایاب تراکیب سے معمور انگریزی گرامر کی کتاب "**Getting Along In English**" اور بارھویں جماعت کی انگریزی کتاب ''یووک بھارتی'' کا اُردو ترجمہ بھی ان شاء اللہ جلد منظرِ عام پر آنے والا ہے۔ جن حضرات کو یووک بھارتی کا اردو ترجمہ مطلوب ہو وہ اخبار ابصار کے پتے پر ہم سے رابطہ کریں۔ یا دیے گئے نمبرات پر کال یا وھاٹساپ کریں۔ 9145146672/8657323649

بچوں کا صفحہ

از : ابو عبیدہ جلال الدین القاسمی
(انگلش لیکچرر آر ایم پٹیل اردو ھائی اسکول اینڈ جونیئر کالج)

AUXILIARIES

فعل (verb) کی درجہ بندی مختلف طریقوں سے کی جاتی ہے؛ auxiliary verb, principal verb, transitive , intransitive, finite , nonfinite, state, event, causative verbs...etc, یہ سب فعل کی اقسام ہیں۔ انگریزی زبان میں عام طور پر 25 سے 26 فعلِ معاون (auxiliaries/ helping verbs) ہوتے ہیں۔ انہیں anomalous finites (خلاف قاعدہ یا ضابطہ فعلِ معاون) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ جملے میں موجود اصل فعل (principal /main/ lexical verb) کی tense, mood یا voice کی تشکیل میں مدد کرتا ہے۔ ذیل میں تمام معاون افعال کو اُن کے معنی کے ساتھ رقم کیا جارہا ہے اور ساتھ ہی modal auxiliaries کے functions اور attitude کو ٹیبل میں خاص طور سے دسویں اور بارھویں بورڈ کے پرچے کے اعتبار سے انتہائی اختصار کے ساتھ قلم بند کیا جارہا ہے۔ تفصیلی گفتگو آپ ٹیبل کے نیچے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ پہلے بارہ primary auxiliary کہلاتے ہیں

Be ہونا	Is, am, are ہے، ہوں، ہیں Was/ were تھا، تھے	Been
Do کیا، کرنا	Does کیا، کرتا ہے	Did کیا، کرتا تھا
Have چکے ہیں	Has چکا ہے	Had چکا تھا

دوسرے بارہ فعلِ معاون modal auxiliary کہلاتے ہیں۔

MODAL AUXILIARY	FUNCTION/ ATTITUDE
Will گا، گے، گی	Certainty یقین
Would گا، گے، گی	Past obligation With an already established past-frame i.e. 'When I was a child..' /Years ago.../a previous occurrence of 'usedto'.
Shall گا، گے، گی	Determination/ strong desire عزم، ارادہ
Should چاہیے	Advice مشورہ
can سکنا	Capacity/ ability استطاعت، قابلیت، گنجائش
Could سکتا تھا، ہے	Request/ suggestion/ politeness
May سکنا	Possibility/ probability Permission less certain
Might سکتا تھا، ہے	Remote possibility امکانِ بعید
Ought to چاہیے	Moral obligation اخلاقاً فرض
Need ضرورت ہونا	Necessity ضرورت
Must چاہیے Has to/ have to / had to	Obligation/ Compulsion جبر
Used to عادی ہونا	Habitual actions in the past which are no longer true
Dare جرات کرنا	Bold assertion Daring courage

ہر فعل معاون پر مفصل بحث راقم السطور کے ذمہ ہوگی۔ بقیہ تفاصیل انشاللہ اگلے شمارے میں پیش کی جائیں گی۔۔ (باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ 4 سے آگے— اساتذہ کا مقام اور ٹیچرز ڈے)

تدریس اور اساتذہ کا احترام ان کے دل میں برابر قائم رہا۔ سماج میں اس معزز ہستی کو جسے معمارِ قوم کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، اب وہ عزّت اور مرتبہ حاصل نہیں جو کسی زمانے میں تھا کہ ایک ہندی زبان کا ایک شاعر یہ کہتا ہے کہ میرے سامنے استاد اور بھگوان
دونوں موجود ہوں تو میرے لئے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ پہلے کس کی پابوسی کروں۔
نہ صرف طلباء بلکہ پورا سماج اساتذہ کو احترام اور قدر کی نگاہوں سے دیکھے اور ان کے علم او رہنمائی سے انسانی زندگی انقلابی تبدیلیوں سے ہمکنار ہو، شاید اسی خواہش کے تحت ڈاکٹر ردھا کشنن نے اپنے جنم دن کو یومِ اساتذہ کے طور پر منانے کی سفارش کی تھی۔
تمام مذاہب نے بھی استاد کی تعظیم و تکریم پر زور دیا ہے، خاص طور پر اسلامی معاشرہ میں تعلیم دینے والے یا سکھانے والے کی جو قدر دانی کی جاتی ہے، کسی اور مذہب میں نہیں ملتی، اسلام نے اللہ کے حقوق کے ساتھ والدین اور استاد کے حقوق و احترام ادا کرنے کی تلقین کی ہے
اُستاد کا اس سے بڑا درجہ کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسُولوں کو زمانے کے لیے اُستاد بنا کر بھیجا۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا

لقد مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ
سورۃ آل عمران (164)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ نے تو اہل ایمان پر بڑا ہی احسان کیا کہ اس نے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہی میں سے ہے۔ وہ ان کو اللہ کی آیتیں سناتا ہے، (ہر طرح کی برائیوں سے) انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، ورنہ (اس کے آنے سے) پہلے یہی لوگ صریح گمراہی میں (مبتلا) تھے۔
"ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" کہہ کر حضور ﷺ کی شان بحیثیت معلم بیان کی ہے ۔خود رسالت مآب ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔
انما بعثت معلما ۔" (سنن ابن ماجہ: جلد اول: حدیث نمبر 229، سنن دارمی: جلد اول: حدیث نمبر 352)"
کہ" میں معلم اور استاد بنا کر بھیجا گیا ہوں "اسلامی نظام تعلیم میں استاد کو مرکزی مقام حاصل ہے۔ معلم کی ذات ہی علمی ارتقا سے وابستہ ہے۔
ایک جگہ ایڈیسن لکھتا ہے کہ: "سنگ مرمر کے ٹکڑے کے لیے جس طرح سنگ تراشی ہے ویسے ہی انسانی روح کے لیے تعلیم ہے"۔
ایک اور جگہ پر فروبل لکھتا ہے کہ: "تعلیم کا مقصد کھری، پُر خلوص، بے عیب اور پاک وصاف زندگی بسر کرنے کے قابل بنانا ہے"۔
ہنری کا کہنا ہے: معلم فروغ علم کا ذریعہ ہے۔ لیکن اس کے علم سے فائدہ وہ نیک بخت اُٹھاتے ہیں۔ جنکے سینے ادب و احترام کی نعمت سے مالا مال ہوں۔ کیونکہ:
الادب شجر والعلم ثمر فکیف یجدون الثمر بدون الشجر۔"

دنیا کے عظیم اِنسانوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اُستادوں کی عقیدت اور محبت میں ہمیشہ مستغرق رہے ہیں اُنھوں نے اپنی عظمتوں اور کامیابیوں میں اپنے اَساتذہ کی کاوشوں کو تسلیم کیا ہے۔ اب ملت اسلامیہ کی قابل قدر، قد آور چند اہم شخصیات کے احوال و اقوال کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کی درخشندہ مثالیں قائم کیں اور جو ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔
شاعرِ مشرق علامہ محمد اِقبالؒ اپنے اُستاد محترم مولوی میر حسن کا دلی اِحترام کرتے تھے۔ علامہ محمد اقبال: مولوی سید میر حسن اقبال کے اساتذہ میں وہ باکمال شخصیت ہیں۔ جنہوں نے آپ کی تربیت میں یادگار کردار ادا کیا۔ جب اقبال کو "سر" کا خطاب دیا جانے لگا۔ تو آپ نے کہا کہ پہلے میرے استاد سید میر حسن کو شمس العلماء کا خطاب دیا جائے۔ تب میں یہ خطاب قبول کروں گا۔ حکومت کے اس سوال پر کہ "میر حسن نے کون سی کتاب لکھی ہے!" علامہ اِقبالؒ نے بلا تامل جواب دیا کہ " میں اُن کی زندہ تصنیف ہوں"۔ بقول علامہ محمد اِقبال

شیخ مکتب ہے اِک عمارت گر جس کی صنعت ہے روح اِنسانی
نکتہ دلپذیر تیرے لیے کہہ گیا ہے حکیم قاآنی
پیش خورشید بر مکش دیوار خواہی ار صحن خانہ نورانی

علامہ اقبال نے ایک بار کہا تھا کہ یورپ کا کوئی عالم یا فلسفی ایسا نہیں جس سے میں نہ ملا اور کسی نہ کسی موضوع پر بلا جھجک بات نہ کی ہو۔ لیکن نہ جانے کیا بات ہے کہ شاہ جی (مولوی سید میر حسن) سے بات کرتے ہوئے میری قوت گویائی جواب دے جاتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مجھے ان کے نقطہ نظر سے اختلاف ہوتا ہے۔ لیکن دل کی یہ بات بآسانی زبان پر نہیں لا سکتا۔
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک کی مجلسِ درس بڑی باوقار ہوتی تھی۔ تمام طلبہ مودب بیٹھتے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ کتاب کا ورق آہستہ اُلٹتے کہ کھڑ کھڑاہٹ کی آواز پیدا نہ ہو
امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ: آپ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے استاد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں کے سامنے مجھے کبھی پانی پینے کی جرات نہیں ہوئی۔
ہارون الرشید نے اپنے بیٹے مامون کو علم وادب کی تعظیم کے لئے امام اصمعی کے سپرد کر دیا تھا ایک دن ہارون اتفاقاً انکے پاس جا پہنچا۔ دیکھا کہ اصمعی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور شہزادہ پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے۔ ہارون الرشید نے برہمی سے کہا۔ میں نے تو اسے آپکے پاس اسلئے بھیجا تھا کہ آپ اس کو ادب سکھائیں گے۔ آپ نے شہزادے کو یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کے پاؤں دھوئے۔
جب خلیفہ ہارون رشید اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھنے مسجد گئے تو وہاں ان کے بیٹوں کے استاد بھی نماز پڑھنے آئے ہوئے تھے۔ جیسے ہی نماز ختم ہوئی دونوں لڑکے بھاگے کہ دیکھتے ہیں استاد کے جوتے کون اٹھا کر لاتا ہے۔

(بقیہ اگلے شمارے میں)

THINKING CAP

(1) اِس زمانے میں پہلے ہی دن کسی آدمی کو فرشتہ نہ سمجھ بیٹھیں کیونکہ آگے یہ فرشتہ نہ جانے شیطنت کے کیسے کیسے کرتب دکھا سکتا ہے۔
(2) حسد در حقیقت قضائے الٰہی (اللہ کا فیصلہ) پر اعتراض کے مرادف ہے۔
(3) ریاکاری (دکھاوا) اگر عقیدے میں آجائے جو نفاق بن جاتی ہے اور عمل میں آجائے تو بدعت بن جاتی ہے۔
(4) کتنے ہی کافر ساز کسی کو بھی بلا تحقیق کفر کے فتووں سے نواز دیتے ہیں اور کتنے ہی لوگ دوسروں کو ملت اور جماعت سے خارج کر دیتے ہیں۔ اُن کی یہ حرکت مسخرا پن تصور کی جائے اور اُنہیں مجبور سمجھا جائے، کیونکہ اِن غریبوں کے پاس اِس کے سِوا اور کیا ہے۔
(5) بے وقت کی راگنی کبھی پسند نہیں کی گئی، اگر کوئی احمق کسی ماتمی جلسے میں ٹھمریاں گانے لگے یا بارات میں مرثیہ پڑھنے لگے تو لوگوں کا اس کے ساتھ جو سلوک ہو گا اُس کا خود تصور کر لیجئے۔
(6) شرم اور کم بولنا ایمان کی شاخیں ہیں اور بدزَبانی نِفاق میں سے ہے۔

اطلاع

اخبار ابصار ہر ماہ بذیعہ ڈاک منگوانے کے لئے ہمارا وھاٹساپ نمبر 8657323649 پر اپنا مکمل نام و پتہ انگریزی میں ارسال فرمائیں۔ اور ہمارے جوابی وھاٹساپ پر ارسال کردہ بینک اکاؤنٹ پر سالانہ زرِ تعاون ڈپازٹ کروا کر اطلاع کریں (ادارہ)

The ABSAAR Monthly Printed, Published and owned by Jalaluddin Mutiullah Quasmi, Printed at ALHUDA OFFSET PRESS at Nishat Road, Islampura, Malegaon(NASHIK) 423203 & Published at S. NO. 65/3,Plot No.2 , Nishat Nagar, Ayesha Nagar Road, Malegaon(NASHIK) 423203 Editor : Jalaluddin Mutiullah Quasmi
EMAIL : absaar.urdu@gmail.com Whatsapp No : +918657323649 (Only for Indian subscribers)